

12



تحفظ حقوق نسواں بل 2006ء

اور

قرآن و سنت

ویمن کمیشن جماعت اسلامی پاکستان

منصورہ ملتان روڈ لاہور فون نمبر: 042-5419520

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آزاد خیالی اور مغرب پرستی کے جنوں میں مبتلا ایک طبقہ پاکستان کے سیاہ و سفید پر قابض ہے۔ اس گروہ نے اسلامیان پاکستان کے ایمان، اخلاقی اور معاشرت کو ہدف بنانے کے لئے متعدد منفی اقدامات کئے ہیں۔ اسی نسل میں نومبر 2006ء کا نام نہاد "حقوق نسواں بل" قوم کے سامنے آیا ہے۔ جسے جنرل پرویز مشرف اور ان کے ہم نوا ایک عظیم کارنامہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں

ماہنامہ "محدث لاہور" کے محترم مدیر جناب حافظ حسن مدنی نے گہرے تجزیاتی اور حقیقی اسلوب میں اس نام نہاد کارنامے کے تضادات اور اسلام سے بغاوت پر مبنی رویوں کو بے نقاب کیا ہے۔ ہم شکریہ کے ساتھ اس کو تحریر کو قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

عافیہ سرور

صدر ویمن اینڈ کمیشن

جماعت اسلامی پاکستان

اسلامی ریاست کے ایک بنیادی تقاضے کی تکمیل اور نظام مصطفیٰ کی طرف اہم پیش رفت کرتے ہوئے 10 فروری 1979ء کو جنرل ضیاء الحق نے حدود آرڈیننس نافذ کیا، بعد میں 1985ء کی اسمبلی نے اس کی توثیق کر کے انہیں آرڈیننس سے حدود قوانین کا درجہ دیا۔ اس کے بعد ملک میں کئی اسمبلیاں بنیں اور ختم ہوئیں لیکن انہوں نے حدود قوانین کی یہ ترمیم و ترمیم کی بجائے ان کو برقرار رکھ کر اپنی مہر تصدیق ثبت کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے متعدد بار اور سرحد اسمبلی نے 2003ء میں ان قوانین کے مطابق اسلام ہونے کی قرارداد و منظور کی۔ دو مرتبہ پیپلز پارٹی نے اسمبلی میں ان قوانین کی ترمیم کا بل پیش کیا لیکن انہیں سند قبولیت نہ مل سکی

گزشتہ ڈیڑھ دو برس سے ان قوانین کے خلاف مغرب زدہ این جی اوز کی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔ بعض ابلاغی اداروں کے اشتراک کے ساتھ روشن خیال حکومت نے اس بل کو منظور کرانا اپنا اولین ہدف قرار دیا تا کہ اپنے نظریاتی حامیوں کی کھلی تائید اور بیرونی حمایت حاصل کی جاسکے۔ میڈیا کے ایک طرف پروپیگنڈے اور ملک میں فرد واحد کے اقتدار کے بل بوتے پر ایک ایسا قانون پاکستان کی پارلیمنٹ سے منظور ہوا، جو نہ صرف اسلام اور دستور پاکستان سے متصادم ہے بلکہ اس میں مسلم معاشرے کی تہذیبی روایات اور مسلمہ اقدار کو پامال کرنے کی کھلم کھلا جسارت بھی کی گئی ہے۔

پہلے تو ”حدود قوانین“ کو مسلسل کئی ماہ میڈیا پر ٹرائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر جولائی اگست میں اقتدار کے ایوانوں میں اس پر بحث مباحثہ شروع ہوا، اور 21 اگست 2006ء کو

اسے قومی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا۔ اس بل کا اصل نام تو "فوجداری ترمیمی بل 2006ء" تھا، لیکن خواتین کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے سلیکیڈ کمیٹی کی اولین ترمیم کی رو سے اس کا نام "تحفظ خواتین بل 2006ء رکھنا قرار پایا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے کا سارا بل زنا کی شرعی سزا میں ترمیم تخفیف کے گرد ہی گھومتا ہے۔ بل کی 29 ترامیم ہیں جن کے ذریعے 22 دفعات پر مشتمل "حد زنا آرڈیننس 1979ء کی 12 دفعات کو منسوخ اور 6 کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایسے ہی اس بل کے ذریعے "حد قذف آرڈیننس" کی 20 دفعات میں سے بھی 8 کو منسوخ اور 6 میں حذف و ترمیم تجویز کی گئی ہے جس کے بعد حد زنا آرڈیننس میں محض 4 دفعات اور حد قذف آرڈیننس میں محض 6 دفعات اپنی اصل صورت میں صحیح سالم باقی رہ گئی ہیں۔

قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد بل کو سلیکیڈ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا، 15 رکنی سلیکیڈ کمیٹی نے 4 ستمبر کو اس میں 8 ترامیم تجویز کیں۔ انہی دنوں حکومت کی دعوت پر ملک کے ممتاز علماء نے 11 ستمبر کو تین ابتدائی ترامیم پیش کیں۔ حکومت نے انہیں بل میں شامل کرنے کا نہ صرف وعدہ کیا بلکہ انہیں شامل کرنے کا خوب ڈھنڈورا بھی پیٹا، لیکن مقام افسوس ہے کہ اسمبلی سے منظور ہونے والے حالیہ بل میں، ان میں سے ایک ترمیم بھی شامل نہیں کی گئی۔ دوسری طرف 13 نومبر کو مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے اس بل میں مزید 4 ترامیم تجویز ہوئیں اور آخر کار 15 نومبر کو سلیکیڈ کمیٹی کی 8 ترامیم سمیت، 13 نومبر کی مزید 4 ترامیم شامل کر کے قومی اسمبلی نے حدود قوانین میں ترمیم کا بل پاس کر لیا۔

ملک کے ممتاز اور جید علماء (جو کسی بھی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں ہیں) کا موقف پہلے بھی یہ تھا کہ حکومت کا تیار کردہ بل خلاف اسلام ہے، اگر اس بل میں یہ تین ترامیم کردی جائیں تو بل کی خامی میں قدرے کمی واقع ہو سکتی ہے لیکن وعدے کے باوجود ان ترامیم کو نظر انداز کیا گیا۔ اب 15 نومبر کو منظور ہونے والے بل کے بارے میں بھی ملک بھر کے تمام علمائے کرام کا متفقہ موقف یہی ہے کہ یہ بل اسلام سے متصادم ہے۔ یاد رہے کہ اس بل کے خلاف اسلام ہونے پر کسی ایک عالم دین یا کسی دینی حلقہ کا بھی آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حدود آرڈیننس پر شدید تنقید کرنے والے دانشور بھی اس بل کے غلط ہونے علمائے کرام کے ہم نوا ہیں، اسکے باوجود حکومت لگا تار اپنے دعوے اور فتوے پر ہی مصر ہے!!

تحفظ حقوق نسواں بل میں خلاف اسلام ترامیم

(1) بل کی ترمیم نمبر کے 7 کے الفاظ ہیں :

496ب) زنا: ایسے مرد اور عورت ان کی آپس میں شادی نہ ہوئی ہو، اگر رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ زنا کے مرتکب ہوں گے۔

زنا کے مرتکب مرد و عورت کو چو سزا دی جائے گی، وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید ہو سکتی ہے اور انہیں 10 ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی

496ج) زنا کے جھوٹے الزام کی سزا: جو کوئی بھی کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا گواہی دے وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ 10 ہزار روپے کے جرمانے کا مستوجب ہوگا

تبصرہ: اس ترمیم کے ذریعے تعزیرات پاکستان میں دو دفعات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسلام کا معمولی علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ ان دونوں جرائم کی سزائیں صریحاً خلاف اسلام ہیں۔ زنا کی سزا قرآن کریم میں یہ بیان ہوئی ہے۔

(النور: ۲)

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ
 ”زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو 100 کوڑے کی سزا دو“

قرآن کریم کا واضح حکم یہ ہے کہ زانی کی سزا 100 کوڑے ہے، جبکہ منظور کردہ بل میں اس کی سزا زیادہ سے زیادہ 5 سال قید یا جرمانہ رکھی گئی ہے۔ یعنی کم سے کم سزا چند روز قید اور چند روپے جرمانہ بھی ہو سکتی ہے۔ کیا زنا کی سزا میں یہ ترمیم خلاف اسلام نہیں؟؟

(مذکورہ بالا ترمیم ان چار ترمیم میں سے پہلی ہے جنہیں 15 نومبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شامل کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ زیر نظر مضمون کے تمام اقتباسات اور خواتین بل 2006ء کے مصدقہ اور تازہ ترین متن سے ماخوذ ہیں۔ توجہ طلب امر یہ ہے کہ بل کے اردو متن میں زنا کی سزا غائب کر دی گئی ہے جو مستند انگریزی متن میں موجود ہے، البتہ یہ سزا اردو و انگریزی، ہر دو متنوں میں ترمیم نمبر 09 کے جدول میں ہی جرم زنا کی سزا والے خانہ نمبر 7 میں (یعنی زیادہ سے زیادہ 5 سال قید اور 10 ہزار روپے جرمانہ) ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔)

ممکن ہے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس سزا میں پارلیمنٹ یا حاکم وقت کو ترمیم یا تخفیف کا اختیار ہے۔ لیکن ایسا دعویٰ محض قرآن و سنت سے لاعلم شخص ہی کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر بتا دیا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

کسی مومن اور مومنہ کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کوئی فیصلہ فرما دیں تو اپنے پاس سے نئے فیصلے کرنا شروع کر دیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا تو وہ واضح گمراہی کا شکار ہو گیا۔

اللہ کی طے کر دو عقوبات (حدود اللہ) میں حاکم وقت یا پارلیمنٹ تو کجا، کسی شیخ الاسلام اور مجتہد العصر کو بھی ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔ اسلام میں نبی کریم ﷺ سے بڑی حیثیت کسی کی نہیں ہو سکتی، لیکن ان حدود اللہ میں کوئی ترمیم یا کمی بیشی کرنے کے آپ ﷺ بھی مجاز نہیں۔ دور نبوی ﷺ کا ایک مشہور واقع مختصر ایوں ہے کہ ”قریشی قبیلہ کی فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا، تو نبی کریم ﷺ کے ایک محبوب صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ذریعے صحابہ کرامؓ اس عورت (فاطمہ) کا ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش لے کر آئے۔ آپ ان کی اس جسارت سخت ناراض ہوئے اور یہ تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا

«أَتَشْفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدَّ اللَّهُ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ مُحَمَّدٌ يَدَهَا»

(صحیح بخاری رقم 6788)

کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو محمد ﷺ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے"

اس مشہور واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حدود اللہ میں تبدیلی کا اختیار روئے کائنات میں کسی کے پاس بھی نہیں، اشرف المخلوقات اور سید المرسلین ﷺ کے پاس بھی اگر یہ اختیار ہوتا تو آپ ﷺ اپنے پیارے صحابہؓ کی بات تسلیم کر لیتے اور اس قریشی عورت کی سزا میں تخفیف فرمادیتے۔

پارلیمنٹ کا زنا کی حد میں ترمیم کرنا اپنے اختیار سے صریحاً تجاوز، اسلام سے بے وفائی اور اپنے حلف سے غداری ہے۔ مزید برآں دستور پاکستان کی دفعات کی صریح خلاف ورزی بھی ہے۔ جس طرح کسی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی کہ۔۔۔ بہن بھائی آپس میں شادی کر سکتے ہیں۔۔۔ کی اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح زنا کی شرعی سزا میں ترمیم یا تخفیف کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلم کھلا جنگ ہے!!

(2) جس طرح اسلام میں زنا کی سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور اس میں تبدیلی کا کوئی بھی مجاز نہیں، اسی طرح اسلام نے زنا کے جھوٹے الزام (تہمت باقذف) کی سزا بھی متعین کر دی ہے۔ موجودہ بل میں زنا کی تہمت (قذف) کی شرعی حد میں بھی ترمیم کی جسارت کی گئی ہے۔ تہمت یا قذف کی سزا بھی بڑی مشہور ہے، جس کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءٍ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ
جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۗ (النور: ٢)

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں، انہیں 80 کوڑے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو"

زنا کی تہمت کی سزا ایک طرف قرآن کریم بیان کرتا ہے اور دوسری طرف ہماری حکومت اسے بھی پانچ سال قید میں تبدیل کر رہی ہے۔ اوپر درج کردہ قرآنی آیات اور فرامین رسول ﷺ کی رو سے کس نے حکومت یا اراکین پارلیمنٹ کو حدود اللہ میں ترمیم تخفیف کا یہ اختیار دیا ہے؟

(3) تحفظ خواتین بل 2006ء کی ترمیم نمبر 5 کے الفاظ یہ ہیں کہ

”کسی مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا، جب وہ کسی عورت کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ حالات میں کسی صورت میں مباشرت کرے:

1. عورت کی مرضی کے خلاف
2. اس کی رضامندی کے بغیر
3. جب مرضی ہلاکت یا ضرر کا خوف دلا کر لی گئی ہو
4. عورت کو اپنا شوہر ہونے کا مغالطہ ہو
5. لڑکی کی رضامندی یا اس کے بغیر، جب کہ وہ 16 برس سے کم عمر کی ہو

اس ترمیم سے پہلی بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف یا اس کی رضامندی کے بغیر کیا جانے والا جنسی فعل زنا بالجبر کہلائے گا۔ اس قانون کی رو سے کوئی شوہر اگر اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر اس سے جماع کرتا ہے تو وہ بھی زنا بالجبر کا مجرم قرار دیا جائے گا۔ یاد رہے کہ حد زنا آرڈیننس کی دفعہ 06 سے اس قانون کو یہاں منتقل کیا گیا ہے اور وہاں زنا بالجبر کی تعریف میں شوہر بیوی کا استثنا موجود ہے جسے یہاں حذف کر دیا گیا ہے۔

یہ ترمیم اسی مطالبے کی بازگشت ہے جو مغربی حقوق نسواں اور این جی اوز کی پروردہ عورتیں کافی عرصہ سے کر رہی ہیں اور چند ماہ میں پیپلز پارٹی کی ایک رکن قومی اسمبلی کا یہ مطالبہ قومی اخبارات میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ یہ تو روشن خیال اور مغرب نواز لوگوں کا مطالبہ ہے جس کے برعکس نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی پڑھ لیجئے کہ

إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى

تصبح» (صحیح بخاری: 3237)

جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس سے ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے ایسی بیوی پر صبح ہونے تک لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں۔ اس ترمیم کے خلاف اسلام ہونے میں کسی شخص کو معمولی سا شک و شبہ بھی نہیں ہو سکتا

(4) اوپر درج کردہ ترمیم کو صورت نمبر 5 کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ 16 برس سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا، زنا بالجبر قرار پائے گا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی

صورت میں عورت سزا سے مستثنیٰ ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ 16 برس سے کم عمر کی ہر لڑکی زنا کی سزا سے مستثنیٰ قرار پائے گی۔ اس ترمیم کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ بل کے آخر میں درج کردہ بیان

اغراض و وجوہ کا پیرا نمبر 14 ملاحظہ ہو:

”عصمت درمی کا الزام لگانے کے لئے عورت کی مرضی (مرد کے) دفاع کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ اگر عورت کی عمر 16 سال سے کم ہو تو مذکورہ مرضی کو دفاع کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔“

یہ ترمیم بھی خلاف اسلام ہے کیونکہ اسلام نے زنا کی سزا کو عمر کی بجائے جسمانی بلوغت کی علامتوں کے ساتھ منسلک کیا ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث نمبر 2470 میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا واقعہ موجود ہے۔

ایسے ہی یہ ترمیم خلاف قانون بھی ہے کیونکہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 83 کی رو سے 7 تا 12 برس کا بچہ / بچی فوجداری جرم کی مسؤلیت سے مستثنیٰ ہے، اس سے بڑی عمر کے بچے کو یہ رعایت حاصل نہیں۔ پھر زنا کے جرم کو ایسا کیا خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ عورت کو 16 برس تک زنا کے جرم سے چھوٹ دے دی جائے؟ یوں بھی زنا کا تعلق بنیادی طور پر ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت سے ہے جو مختلف وجوہ کی بنا پر مختلف عمروں میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کر دینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ 16 برس سے کم عمر بالغ لڑکیوں کے جانے بوجھے زنا کے ارتکاب کے باوجود قانون ان پر گرفت نہیں کر سکے گا !!

اس ترمیم کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لڑکیوں کو 16 سال تک زنا کے جرم سے چھوٹ ملنے کے بعد بچوں میں بدکاری پھیل جائے گی، اور ایسی بری عادات کا شکار بچے مستقبل میں بھی جنسی بے راہ روی کا شکار رہیں گے۔ اس امر سے بھی کسی کو مجال انکار نہیں کہ 16 سال سے کم عمر لڑکیاں اپنی رضامندی سے جنسی فعل کی مرتکب ہوتی ہیں جیسا کہ لاس اینجلس ٹائمز کی 14 مارچ 2005ء کی رپورٹ میں اس شہر کے چھٹی کلاس کے طلبہ و طالبات کا ایک سروے شائع کیا گیا تو 70 فیصد بچے جنسی بے راہ روی کے مرتکب پائے گئے۔ ایسے ہی آئے روز سکولوں کی طالبات کے حاملہ ہونے کی خبریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔

(5) قومی اسمبلی میں منظور ہونے والے بل کی شق نمبر 5 کے ذریعے زنا بالجبر کو تعزیرات پاکستان میں (دفعہ 375 کے تحت) شامل کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے زنا رضامندی سے ہو یا زبردستی سے، ہر دو کو زنا ہی کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے زنا کو رضا اور جبر کی بجائے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ میں تقسیم کیا ہے۔ جس طرح زنا کے بعض کیسوں میں عورت کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے لیکن زنا بالقتل جرم و سزا کی کوئی اصطلاح نہیں، اسی طرح زنا بالجبر بھی اسلامی شریعت کی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ زنا جیسے بھی ہو، اس کے لئے کتاب و سنت میں حدود اللہ بیان کر دی گئی ہیں، چنانچہ زنا بالجبر کی نئی اصطلاح وضع کر کے فعل زنا کی بعض واقعاتی صورتوں کو حدود اللہ سے نکالنا خلاف اسلام ہے فعل زنا کی تمام صورتوں کو حدود آرڈیننس میں ہی ہونا چاہئے۔ حدود آرڈیننس سے زنا کی سزا کو نکلنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جبری زنا کی صورت میں زنا کی شرعی حد کی بجائے صرف تعزیری سزا ہی دینا ممکن ہوگا۔ یہ امر خلاف اسلام ہے کہ فعل زنا کی سزا حد کی بجائے محض تعزیری بنا دی جائے!

(6) بل کی شق نمبر 5 کے ذریعے تعزیرات پاکستان میں شامل کی جانے والی دفعہ 376 میں زنا بالجبر کی سزا کو سزائے موت قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت سے جبری زنا ہو تو اس صورت میں بھی زانی کی سزا موت نہیں بلکہ کنوارے کے لئے ۱۰۰ کوڑے + علاقہ بدری اور شادی شدہ کے لئے سنگساری کی سزا ہے۔ موطا امام مالک و دیگر کتب حدیث میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور کا مشہور واقعہ موجود ہے کہ

ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو شکایت کی کہ اس کے مہمان نے اس کی بہن سے جبراً زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ نے اس سے تفتیش کی تو اس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اسے 100 کوڑے لگائے اور ایک برس کے لئے فدک کے علاقے میں جلا وطن کر دیا۔ اور عورت کو نہ تو کوڑے لگائے، نہ ہی جلا وطن کیا کیونکہ زانی نے اسے مجبور کیا تھا۔ ایک سالہ جلا وطنی کے بعد (حضرت ابو بکرؓ نے زانی کو حکم دیا کہ اب اسی عورت سے نکاح کرو) (مصنف عبدالرزاق: 12796 و موطا: کتاب الحدود، حدیث ۱۳)

ایسا ہی ایک واقعہ صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں حضرت عمرؓ فاروق کے دور کا بھی موجود ہے جب خلیفہ عمر فاروقؓ نے جبری زنا کرنے والے مرد کو کوڑوں کی سزا دی۔ اگر زنا بالجبر کی سزا موت ہوتی تو پھر ابو بکر صدیقؓ زانی کو مجبور عورت سے نکاح کرنے کا حکم کیونکر دے پاتے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلاف اسلام ہے۔

جن لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کریم میں جبری زنا کی سزا بیان نہیں ہوئی، وہ سورۃ النور میں زنا کی سزائوں کے بعد اس سورہ کی اگلی آیات کو نظر انداز کر دیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے جبری زنا کی شکار عورت کو زنا کی سزا سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

(انور: ۳۳)

وَمِنْ يَكْرِهْنِ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِنِ غَفُورٌ رَحِيمٌ
اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

اسلام کی رو سے مجبور عورت کا محض یہ دعویٰ کر لینا کہ اس سے جبر ہوا ہے، اور اس دعویٰ کی قرآن سے تصدیق ہو جانا عورت کی بریت کے لئے کافی ثبوت ہے۔ ایسی صورت میں مجبور عورت کو زنا کے الزام میں سزا دینا، اور پولیس کا انہیں جیلوں میں ڈال دینا نہ صرف فرامین نبوی ﷺ کی صریح خلاف ورزی بلکہ عدالت عالیہ کے فیصلوں اور وفاقی شرعی عدالت کے احکامات کی توہین کے مترادف ہے۔

1. زنا بالجبر کو ایک طرف تعزیرات میں ڈال کر اس کی شرعی سزا (حد) کا خاتمہ کیا گیا ہے تو دوسری طرف زنا کے شرعی نصاب شہادت کو بدل کر زنا بالجبر کو عام قانون شہادت کے تابع کر دیا گیا ہے جس کے بعد زنا بالجبر کے ملزم مرد کو سزا دینے کے لئے چار گواہوں کی ضرورت نہیں رہی اور عورت بھی اس کی گواہ بن سکتی ہے۔ یہ امر بھی خلاف اسلام ہے کہ زنا کے شرعی طریقہ ثبوت کو بدل دیا جائے اور قرآنی آیات اور فرامین نبوی ﷺ کے باوجود زنا کے سلسلے میں عورت کو گواہی کیلئے گھسیٹا جائے، مزید تفصیل کے لئے محدث کا شمار اگست ملاحظہ کریں۔ (صفحہ 19)

(7) تحفظ خواتین بل میں خلاف اسلام امر یہ بھی ہے کہ اقدام زنا، مبادیات زنا یا بوس و کنار وغیرہ کی تعزیرات / سزائیں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ جبکہ حدود آرڈیننس 1979ء میں نہ صرف ان جرائم کی سزائیں بھی مقرر کی گئی تھیں بلکہ اس کی دفعہ 20 کی شق اول میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اگر عدالت کو بعض دیگر ایسے چھوٹے موٹے جرائم کا علم ہو جائے جو اس کے دائرہ اختیار میں ہوں تو وہ ان کی سزا بھی سنا سکتی ہے۔ لیکن موجودہ بل نے نہ صرف اس دفعہ 20 بلکہ حدود آرڈیننس میں درج دیگر سزاؤں مثلاً سرعام فحاشی، برہنہ کرنا یا اقدام زنا وغیرہ کو بھی ختم کر دیا ہے۔ نا معلوم اس سے عورتوں کو تحفظ دیا جا رہا ہے یا ان کے خلاف جنسی جارحیت کی ترغیب دی جا رہی ہے؟

طرفہ تماشہ ہے کہ اس ملک میں اقدام قتل کی سزا تو موجود ہے تو لیکن اقدام زنا کی کوئی سزا موجود نہیں جبکہ اسلام نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے مبادیات اور اس کی طرف لے جانے والے مراحل بھی ممنوع کر دیے ہیں۔ سید المرسلین نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف اجنبی مرد عورت کی خلوت کو حرام قرار دیا (صحیح بخاری: ۴۸۳۲) بلکہ یہاں تک فرمایا:

العینان تزنیان والیدان تزنیان والرجلان تزنیان ویحقق ذلك الفرج أو یکذبہ» (صحیح

ابن حبان: 4496)

"آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، ہاتھ اور پاؤں گی۔ اور شرم گاہ اس (زنا) کی تصدیق یا تکذیب

کر دیتی ہے"

یعنی اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتی یا رد کر دیتی ہے۔

ایسے ہی دوسرے کے گھر میں جھانکنے پر اگر کوئی شخص اس کی آنکھ پھوڑ دے تو نبی کریم ﷺ نے اس آنکھ کے ضیاع کو رائیگاں قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم: 4014)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نظر میں صرف زنا ہی اکیلا جرم نہیں بلکہ دوسروں کے حرم (قابل احترام جگہ یا خواتین) سے نظر بازی کرنا بھی سنگین جرم ہے۔

(8) پارلیمنٹ سے پاس ہونے والے بل میں خلاف اسلام شق یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ حد زنا آرڈیننس 1979ء کی شق نمبر 03 کے ذریعے ان قوانین کو دیگر تمام قوانین پر برتری دی گئی تھی جسے حالیہ بل کی ترمیم نمبر 12 نے ختم کر دیا ہے۔ یہ اقدام بھی اسلام سے کھلا انحراف ہے کیونکہ قرآن کا واضح حکم ہے۔

فَلَا وَرِيكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا بِحُكْمِ اللَّهِ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي

(النساء: ۶۵)

انفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اے نبی ﷺ! تیرے رب کی قسم، یہ لوگ کبھی بھی ایمان والے نہیں بن سکتے حتیٰ کہ آپ کے فیصلوں کو دل و جان سے تسلیم نہ کر لیں، پھر ان کے دلوں میں اس پر کوئی خلش باقی نہ رہ جائے جو آپ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور برائی کو صمیم قلب سے تسلیم کریں۔

مذکورہ بالا منسوخی دستور پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہ ترمیم دستور پاکستان

1973ء کی شق نمبر 227/اے سے بھی متضادم ہے جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے

کہ

"تمام موجودہ قوانین کو اسلام کے احکام --- جیسے کہ وہ قرآن حکیم اور سنت رسول میں

بیان

ہوئے ہیں --- کے مطابق بنایا جائے گا۔ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا

گیا

ہے، ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلام سے متصادم ہو۔"

کتاب وسنت پر مبنی قوانین کی برتری کے خاتمہ کی مذموم کوشش اس حالت کے بھی مخالف ہے جسے پاکستان کا ہر صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزراء، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیئر مین سینٹ، صوبائی گورنرز اور جملہ اراکین اسمبلی و سینٹ اپنے عہدہ کے آغاز میں اٹھاتے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے شیڈول 03 میں اس حلف کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ میں حلف اٹھاتا ہوں کہ

"میں اسلامی نظریہ کے تحفظ کی ضرور بھرپور جدوجہد کروں گا جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے"

قابل غور امر یہ ہے کہ قرآن وسنت سے صریح متصادم ایسی قانون سازیوں کے بعد مملکت کے ان اہم ترین عہدوں پر فائز حضرات کیا اپنے حلف سے منحرف تو نہیں ہو گئے؟ کیا ایسے بل کو منظور کر کے انہوں نے دستور پاکستان کی خلاف ورزی کا ارتکاب تو نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کے فیصلوں کو نہ ماننے والے اللہ کے واضح فرمان کے مطابق کیا دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہو گئے؟۔۔ ان سوالات کا جواب قوم کو خود تلاش کرنا چاہیے

(9) حدود اللہ کی برتری کی یہ دفعہ محض تبرک یا تقدس کے حصول کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کی عملاً ضرورت تھی جس کے خاتمے کے لئے یہ سنگین اقدام کیا گیا ہے تفصیل ملاحظہ فرمائیے

تحفظ خواتین بل کے بعد زنا کے بارے میں بیک وقت تین ضوابط وجود میں آگئے ہیں

1. زنا بالجبر سزا موت یا 25 برس قید بحوالہ ترمیم نمبر 05

2. زنا سزا زیادہ سے زیادہ 05 سال قید بحوالہ ترمیم نمبر 7 و 9 کا جدول 8

یہ دونوں قوانین مجموعہ تعزیرات پاکستان میں رکھے گئے ہیں اور تیسرا حدود آرڈیننس میں:

3. زنا پر بظاہر شرعی سزائیں، شادی شدہ کو سنگساری اور کنوارے کو 100 کوڑے + جلا

وطنی

(حدود آرڈیننس کی دفعہ نمبر 5 کو بحال رکھنے کی بنا پر)

آئیے غور کریں کہ ایک ہی جرم (یعنی زنا) کے لئے تین سزائیں رکھنے کے مقصد کیا

ہے؟

اس کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہم نے شرعی سزائیں مسنوخ

نہیں کیں اور زنا کی 05 سال سزا کا دعویٰ کرنے والوں کو جھٹلایا جائے کہ ایسا نہیں بلکہ اس

کی تو شرعی سزا موجود ہے۔ اسی لئے زنا کی نئی وضع کردہ سزا (05 سال قید) کو بل کے اردو

تن میں عمداً چھپا دیا گیا ہے اور پورے بل میں اس کا سراغ محض ترمیم کے جدول ہشتم کے

ذریعے ملتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے یہ تینوں جرائم دراصل زنا ہی کی تین صورتیں ہیں۔ زنا بالجبر کے نام پر زنا کی بعض صورتوں کو شرعی سزاؤں سے نکال لینا خلاف اسلام ہے۔ پھر زنا کی تعریف "غیر منکوحہ سے رضا مندی سے جنسی تعلقات قائم کرنا" سے مراد دراصل زنا بالرضا ہے جس کی سزا 05 سال قید ہے۔ اب زنا کی تیسری یعنی شرعی سزا کو معطل رکھنے کے لئے حدود آرڈیننس کی برتری کی شق منسوخ کر دی گئی ہے جس کے بعد زنا کی شرعی سزا کی حیثیت محض نمائشی رہ جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک ہی جرم پر سزاؤں میں یہ تفاوت متضاد قانون سازی کو بھی جنم دے رہا ہے لہذا قابل استرداد ہے۔ مثال کے طور پر تعزیرات پاکستان میں مندرج زنا (بالرضا) کی رو سے شادی شدہ مرد کے زنا کی سزا محض 05 سال قید ہے جبکہ حدود آرڈیننس کی رو سے اس کی سزا سنگساری ہے۔ دونوں سزاؤں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اب عملاً زنا کی سزا حدود آرڈیننس کی بجائے تعزیرات پاکستان کے مطابق ہی ہوگی، البتہ دکھانے کے لئے شرعی سزا بھی محدود آرڈیننس میں موجود رہے گی لیکن اس کی برتر حیثیت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے جس کے بعد ایک جرم کے بارے میں دو مختلف نوعیت کے قوانین سامنے آگئے ہیں۔ اب قانون دان حلقے اپنی ذہنی وابستگی، تربیت اور علمی صلاحیت کی بنا پر تعزیرات پاکستان کو ہی اختیار کریں گے اور پورا نظام اور عدالتوں کی پریکٹس بھی اسی کو تحفظ دے گی اور جاری رکھے گی۔ مزید برآں بعد میں آنے والا قانون سابقہ قوانین پر اس اعتبار سے عملی فوقیت رکھتا ہے کہ نئے پیش آمدہ

حالات میں پارلیمنٹ نے اس قانون کو مناسب خیال کیا ہے، الا یہ کہ سابقہ قانون میں برتری کی کوئی خصوصی شق موجود ہوں۔

بعض حضرات کے نزدیک اگر حدود قوانین کی برتری برقرار رکھی جائے تو اس سے اسلام دوست جن حضرات کے لئے شرعی سزا دینا ممکن ہو جاتا ہے، لیکن یہ محض سادہ لوحی ہے کیونکہ اس مضمون کے آخر میں قانون کے اجرا کے طریقہ کار پر اگر ایک نظر ڈال لی جائے تو معلوم ہوگا کہ شرعی سزا کے اجرا کے ضمن میں بھی ایسی قانون سازی عمل میں لائی جا چکی ہے کہ عملاً حد کی شرعی سزا دینا کسی صورت ممکن نہیں رہتا تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیے!

(10) جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حدود اللہ میں کوئی ترمیم تخفیف یا معافی نہیں دے سکتا۔ اسی لئے حد زنا آرڈیننس 1979ء کی دفعہ 20 کی شق 4 کے ذریعے حدود آرڈیننس میں درج جرائم کو ضابطہ فوجداری کے ان جرائم سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا جن میں صوبائی حکومت (ضابطہ فوجداری ۱۹۰۸ء کے باب نمبر ۲۹ میں نہ صرف صدر مملکت بلکہ صوبائی حکومت کوئی سزاؤں میں تخفیف یا ان کی تبدیلی کا اختیار دیا گیا ہے۔) صدر یا کرسی اقدار پر موجود شخص معافی دے سکتا ہے لیکن حالیہ تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر 18 کے ذریعے حدود آرڈیننس کی اس شق کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی ملزم قانونی گنجائشوں کی اس قدر لمبی چوڑی تفصیلات کے باوجود اس قدر بد قسمت ہے کہ اسے حدود اللہ کے تحت سزا سنائی دی گئی ہے تو زیادہ پریشانی کی بات نہیں، کیونکہ عام جرائم کی طرح اس کی سزا کو کوئی بھی مجاز اتھارٹی معاف کر سکتی ہے۔ ایک طرف حدود اللہ میں ترمیم کا نبی کریم ﷺ کو بھی اختیار نہیں تو دوسری طرف آپ ﷺ کا

ایک ادنیٰ امتی بے دھڑک آپ ﷺ سے بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس بات کو خلاف اسلام سمجھنے یا قرار دینے کے لئے کسی گہری سمجھ بوجھ کی ضرورت نہیں؟

یہ تو حدود اللہ کی معافی کی بات ہے، اگر معاملہ زنا بالجبر کا ہے جو پہلے ہی تعزیرات پاکستان میں شامل کیا جا چکا ہے تو وہاں آئین پاکستان کی شق نمبر 45 کے تحت صدر کو سزا میں ترمیم یا معطلی اور معافی کی کھلی گنجائش موجود ہے۔ غور کریں کہ اس سے زنا بالجبر کی سزا میں اضافہ کیا جا رہا ہے یا اس میں تخفیف ہو رہی ہے کہ اس کے مجرم کو معافی ملنے کا امکان پیدا کر دیا گیا ہے؟

(11) تحفظ خواتین بل 2006ء کی ترمیم نمبر 08 ملاحظہ فرمائیے

(۲۰۳/ الف) عدالت کا افسر صدارت کنندہ فوری طور پر مستغیث اور جرم کیلئے ضروری دخول کے حل کے کم از کم چار چشم دید مسلمان بالغ مرد گواہوں کی حلف پر جانچ پڑتال کرے گا۔

اسلام کی رو سے فعل زنا کے گواہ مستغیث کے علاوہ چار نہیں ہوتے بلکہ وہ خود بھی گواہوں میں شامل ہو سکتا ہے جبکہ اس بل کے ذریعے مدعی کے علاوہ چار گواہوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، یہ بات بھی خلاف اسلام ہے۔

مزید برآں اسلام کی رو سے زنا کی سزا محض زانی یا زانیہ کے اعتراف پر بھی دی جاسکتی ہے لیکن نئے مسودہ قانون میں اس کو سرے سے نکال ہی دیا گیا ہے، یہ بات بھی خلاف اسلام ہے۔ دور نبوی ﷺ میں کئی سزائیں گناہ گاروں کے محض ذاتی اعتراف پر دی

گئیں، ایسی صورت میں مزید کسی بھی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی صریحاً خلاف اسلام ہیں۔

اب ایک نظر ان ترامیم پر بھی جو حد قذف آرڈیننس میں کی گئی ہیں:

(12) جس طرح حد زنا آرڈیننس کی برتری دیگر قوانین پر ختم کر دی گئی ہے جس کا تذکرہ پیچھے 08 نمبر کے تحت گزر چکا ہے، اسی طرح تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر 28 نے حد قذف آرڈیننس 1979ء کی دفعہ نمبر 1919 کو منسوخ کر کے دوسرے قانون پر اس کی برتری کو بھی ختم کر دیا ہے جبکہ اسلامی قانون کی برتری کی منسوخی اسلام اور دستور پاکستان سے کھلا انحراف ہے۔

(13) قذف آرڈیننس 1979ء کی دفعہ نمبر 14 لعان کے طریق کار کے بارے میں ہے جس کی دفعہ نمبر 03 کی رو سے لعان کی کارروائی کو معطل کرنے والے مرد کو سزائے قید تجویز کی گئی ہے۔ اب تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر 25 نے اس دفعہ کو منسوخ کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر شوہر بیوی پر لعان کی کارروائی شروع کر کے، اسے مکمل نہ کرے تو بیوی معلق رہے گی، نہ تو لعان کے ذریعے اپنی بے گناہی ثابت کروا سکے گی اور نہ ہی اپنا نکاح فسخ کرا سکے گی۔

اس بل سے ایک طرف خواتین کے تحفظ کی بجائے ان پر ظلم ہو رہا ہے تو دوسری طرف اسلام کے تصور لعان کو بھی معطل کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے ایسے شوہر کو جو بیوی پر الزام زنا لگائے اور لعان کی کارروائی شروع کر لے، تو اسے پابند کیا ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو پھر شرعی ضابطہ پورا کرے۔ اب مرد عورتوں پر الزام تراشی کرتے رہیں گے لیکن

شرعی ضابطہ پورا نہیں کریں گے۔۔۔ کیا ایسی صورت میں بیوی کو معلق رکھنے سے تحفظ حاصل ہوگا یا وہ عدم تحفظ کا شکار رہے گی۔ ویسے بھی یہ صورت شریعت اسلامیہ سے متصادم ہے۔

2. ایک طرف تو حد قذف آرڈیننس کی دفعہ 06 میں شق 02 کا اضافہ کر کے قذف کے مجرم کو فوری طور پر سزا دلوانے کی ترمیم لائی جا رہی ہے تو دوسری طرف شوہر کے بیوی پر الزام زنا لگانے کی صورت میں سابقہ قانون میں موجود تادیبی کارروائی (قید) کو ہی منسوخ کر کے لعان کے شرعی طریقہ کار کو معطل کیا جا رہا ہے تاکہ کسی طرح شرعی ضوابط رو عمل نہ آسکیں۔

(14) لعان کے اسی قانون این دفعہ 14 کی شق نمبر 04 کے الفاظ یہ ہیں کہ

”جو بیوی شوہر کے الزام کو سچ تسلیم کر لے تو اس پر زنا کی شرعی سزا جاری ہوگی۔“

لیکن تحفظ خواتین بل نے اس شق کو بھی منسوخ کر دیا ہے۔ اسلام کی رو سے اگر کوئی زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر حد کی سزا جاری ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔ لیکن یہاں بیوی کے اعتراف کے باوجود اس پر حد زنا کو منسوخ کر دینا اسلام سے صریح روگردانی ہے۔

3. اسلام میں لعان کے قانون کا تعلق درحقیقت الزام زنا سے ہے اس لئے یہ فوجداری

جرائم کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی بنا پر اس کو حدود آرڈیننس میں رکھا گیا تھا لیکن

تحفظ حقوق نسواں بل کی آخری ترمیم نمبر 29 کے ذریعے لعان کو حدود آرڈیننس سے

نکال کر قانون انفساخ ازدواج مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ نمبر 07 کی ذیلی دفعہ 02 کے

تحت کر دیا گیا ہے، اور اغراض و وجوہ میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ”لعان

محض تنسیخ نکاح کی ایک صورت ہے جس کے ذریعے کوئی عورت اپنے شوہر سے

علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔“ واضح رہے کہ لعان کی صورت میں عورت کے اعتراف کو حذف کرنے کی وجہ بھی یہی غلط تصور ہے تاکہ اعتراف کی شکل میں زنا کی حد کا کوئی جواز باقی نہ رہے۔ یہ تصور اور ترمیم بھی اسلامی قانون کی روح سے منافی ہے؟

خلاصہ: تحفظ نسواں بل میں خلاف اسلام ترامیم کی فہرست بمعہ حوالہ جات

1. زنا کی شرعی سزا کو بدل کر 05 سال قید اور 10 ہزار روپے جرمانہ کرنا خلاف اسلام ہے، کیونکہ حدود اللہ میں ترمیم و تخفیف کا اختیار اللہ تعالیٰ نے روئے کائنات میں کسی کو بھی نہیں دیا۔ اپنے پیارے نبی ﷺ کو بھی نہیں۔ [ترمیم نمبر 07 سے میں شق نمبر 496 ب میں زنا کی تعریف درج ہے، انگریزی مسودہ میں اس کی سزا ساتھ ہی درج ہے جبکہ اردو مسودہ میں غائب کر دی گئی ہے۔ البتہ ترمیم نمبر 09 کے جدول ہشتم میں اس جرم کی سزا والے خانہ نمبر 07 میں اس کی سزا 05 سال قید اور 10 ہزار جرمانہ موجود ہے۔ زنا کی یہ سزا خلاف اسلام ہے کیونکہ قرآن نے سورۃ النور کی آیت 02 میں زنا کی سزا 100 کوڑے یا رجم قرار دی ہے]

2. زنا کی تہمت کی سزا 05 سال قید اور 10 ہزار روپے جرمانہ کرنا بھی حدود اللہ میں ترمیم ہے جو خلاف اسلام ہے۔ [ترمیم نمبر 08 سے میں شق نمبر 496 ج کے تحت زنا کے الزام کی سزا درج ہے۔ لیکن سورۃ النور کی آیت نمبر 04 میں یہ سزا 80 کوڑے ذکر ہوئی ہے]

3. دفعہ 375 میں زنا بالجبر کی ذکر کردہ تعریف کی رو سے بیوی کی مرضی کے بغیر جماع کرنا بھی زنا بالجبر قرار پاتا ہے جو صریحا خلاف اسلام ہے۔

4. 16 برس سے کم عمر لڑکی کے ہر زنا کو زنا بالجبر کا نام دیکر اس کو سزا سے مستثنیٰ کرنا خلاف اسلام و قانون ہے۔ (ترمیم نمبر 5، دفعہ نمبر 375 اور شق نمبر 05 میں 16 برس تک لڑکی کو سزا سے مستثنیٰ کیا گیا ہے جبکہ اسلام میں بلوغت کے بعد لڑکا لڑکی اپنے افعال کے ذمہ دار ہیں)

5. زنا کی بعض صورتوں کو زنا بالجبر کا نام دے کر شرعی سزا سے نکال لینا اور تعزیر میں لے آنا خلاف اسلام ہے۔ ایسے ہی زنا کو شادی شدہ کی بجائے زنا بالجبر اور زنا بالرضا میں تقسیم کرنا غیر اسلامی ہے۔ (ترمیم نمبر 05 کی پہلی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا بالجبر کو دفعہ 375، 376 کے تحت حدود آرڈیننس سے نکال کر مجموعہ تعزیرات پاکستان میں لے جایا گیا ہے)

6. زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلاف اسلام ہے۔ [دفعہ 376 کے تحت زنا بالجبر کی سزا میں سزائے موت کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، زنا کی سزا یا تو 100 کوڑے ہے یا سنگساری، شریعت نے سزائے موت سزا نہیں رکھی۔ پھر زنا بالجبر کے طریقہ شہادت میں تبدیلی بھی درست نہیں!

7. حدود آرڈیننس سے اقدام زنا یا مبادیات زنا کی سزائوں کی منسوخی غیر اسلامی ہے۔ [ترمیم نمبر 16 نے حدود آرڈیننس کی دفعات 10 تا 16 اور 18، 19 کو منسوخ کر دیا جس میں اقدام زنا یا مبادیات زنا کی سزا دی گئی تھی، اب پبلک

مقامات کے ماسوا فحاشی، اور دو غیر منکوحہ مرد وزن کا رضامندی سے برہنہ ہونا وغیرہ پر سزا موجود نہیں رہی]

8. حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کا خاتمہ اسلام سے بغاوت، دستور سے انحراف اور اراکین پارلیمنٹ کی اپنے حلف سے غداری ہے۔ [ترمیم نمبر 11 نے حدود آرڈیننس کی دفعہ 03 کو منسوخ کر دیا، اب دیگر قوانین سے اختلاف کی صورت میں اسلامی قانون کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔ یہ بات ہمارے حلف، آئین، قرارداد مقاصد اور اسلام کے مخالف ہے]

9. زنا کی شرعی سزا صرف نمائشی ہے، متوازی اور متضاد قانون سازی کے بعد اس پر عمل ہونا ممکن نہیں۔ [زنا کے بارے میں تین قوانین ہیں اور تینوں کی سزائیں مختلف ہیں۔ حدود آرڈیننس (دفعہ ۵) کی رو سے شادی شدہ زانی سنگسار لیکن تعزیرات پاکستان کی بنا پر زیادہ سے زیادہ 05 سال قید، دونوں میں تضاد ہے، زنا کی دوسری سزا کو ترجیح حاصل ہے]

10. کتاب و سنت کی رو سے شرعی سزاؤں میں کسی کو معافی کا اختیار نہیں، صوبائی حکومت اور صدر کا یہ اختیار حاصل کرنا غیر اسلامی ہے۔ [ترمیم نمبر 18 نے حدود آرڈیننس کی دفعہ 20 کی شق 03 اور 05 منسوخ کر دی ہے جس کے بعد صدر کو معافی کا اختیار مل گیا ہے اور زنا بالرضا کے تعزیرات پاکستان میں جانے سے بھی یہ اختیارات مل گئے ہیں]

11. زنا کے ثبوت کے لئے پانچ گواہ مقرر کرنا غیر اسلامی جبکہ ملزم کے اعتراف کو بھی نکال دینا غیر اسلامی ہے۔ [ترمیم 08 میں دفعہ 203/الف کی شق 02 دیکھیں]

12. حد زنا آرڈیننس کی طرح حد قذف آرڈیننس کی برتری کا خاتمہ بھی غیر اسلامی ہے۔ (کیونکہ ترمیم نمبر 28 نے حد قذف آرڈیننس 1979ء کی دفعہ نمبر 19 کو منسوخ کر دیا ہے۔)

13. لعان کی کاروائی عمل نہ کرنے پر شوہر کی سزا کا خاتمہ بیوی کو معلق چھوڑ دیتا ہے جو صحیح نہیں!

14. ”لعان کی صورت میں بیوی کا اعتراف اس پر شرعی حد عائد کر دیتا ہے۔“ اس شق کا خاتمہ خلاف اسلام ہے۔ (ترمیم نمبر 25 جس نے قذف آرڈیننس کی دفعہ 03 کی شق 04 منسوخ کر دی ہیں ایسے ہی قانون لعان کو قذف آرڈیننس سے خارج کرنا درست نہیں۔)

قانون کے اجرا کا ناقابل عمل طریقہ کار

اگر مذکورہ بالا تمام خلاف اسلام ترامیم کو درست بھی کر دیا جائے تب بھی تحفظ خواتین بل میں ان جرائم کی سزا کے طریقہ کار میں ایسی رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہیں جس کے بعد عملاً معاشرے میں زنا کی روک تھام ناممکن ہو گئی ہے، اس لئے یہ بل ناقابل اصلاح ہے۔ قانون کے اجراء کی بعض تفصیلات حسب ذیل ہیں:


زیر نظر بل کے ذریعے تعزیرات پاکستان میں مزید 9 جرائم (365ب، 367/الف، 371/الف و ب، 376، 493، الف، 496/الف، ب، ج) کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ حدود آرڈیننس کے محض دو جرائم (زنا آرڈیننس کی دفعہ 05 اور قذف آرڈیننس کی دفعہ 07) باقی رکھے گئے ہیں۔ گویا کل 11 جرائم ہوئے۔ اب جن جرائم کی سزا دینا مطلوب ہے، انہیں تو پولیس کے دائرہ عمل میں رکھ دیا گیا ہے اور وہ ہیں تعزیرات پاکستان کے 07 جرائم۔ اور جن جرائم کی محض نمائش مقصود ہے یعنی باقی ماندہ 04 جرائم، انہیں پولیس کی ذمہ داری سے نکال لیا گیا ہے۔ اگر معاشرے میں ان کا کوئی ارتکاب کرے تو پولیس کو کوئی اختیار حاصل نہیں کہ انہیں روک سکے اور پکڑ کر عدالت میں پیش کرے۔ اگر کسی شہری کو ان پر تکلیف ہے تو وہ بھی انہیں روکنے کی بجائے صبح ہونے کا انتظار کرے اور دفتری اوقات میں جا کر عدالتوں میں شکایت درج کرائے۔ اس خصوصی رعایت کے مستحق چار جرائم حسب ذیل ہیں جن میں حدود آرڈیننس والے دونوں جرائم بھی شامل ہیں۔

1. شرعی حد و الا جرم زنا

2. زنا بالرضا (زیادہ سے زیادہ 05 سال قید)

3. شرعی حد و الا جرم قذف

4. زنا بالرضا کی جھوٹی تہمت (ایضاً)

یاد رہے کہ زنا بالجبر کی سزا دینے میں حکومت کو دلچسپی ہے کیونکہ عورت  اس سزا میں مستثنیٰ ہے، اسلئے اس کو پولیس کی ذمہ داری میں برقرار رکھا گیا ہے اور

اس کا مجرم مرد بلا وارنٹ گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔ ان تفصیلات کیلئے بل کی ترمیم نمبر 09 کے جداول ملاحظہ فرمائیں۔

جرائم میں مذکورہ بالا امتیاز کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ معمولی جرائم مثلاً پتنگ بازی وغیرہ کی روک تھام وغیرہ تو پولیس کی ذمہ داری رہے گی لیکن زنا بالرضا اور بدکاری کی شرعی سزاؤں وغیرہ سے پولیس کو کوئی سروکار نہ ہو گا۔ اگر کسی شخص کو ان جرائم پر تکلیف ہے تو وہ شکایت کنندہ بن کر عدالت کی فیسیں بھرے اور جرم کے خاتمے کے لئے انصاف کا دروازہ کھٹائے۔

یہاں چند مزید نکات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

1. اسلام کی رو سے یہ تمام جرائم سنگین معاشرتی جرائم ہیں اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ جرائم کے خاتمے کے لئے کردار ادا کرے لیکن اس بل کے ذریعے ان جرائم پر گرفت محض کسی فرد کی شکایت تک محدود کر دیا گیا ہے گویا کہ اگر کوئی شکایت نہ کرے تو ان جرائم کے وقوع پر ریاست کو کوئی پریشانی لاحق نہیں۔ یہ تصور صریحاً خلاف اسلام ہے کیونکہ قرآن کریم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ (سورۃ الحج: 41)

2. عدالتوں کے اوقات تھانوں کے باکس کافی محدود ہوتے ہیں، ان کو مختلف نوعیت کی تعطیلات بھی ہوتی ہیں، جبکہ مجرمان پہلے ہی جرم کے ارتکاب کے لئے مناسب وقت کا انتخاب کرتے ہیں۔ ایسے ہی تھانوں کے برعکس سیشن عدالتیں ضلع بھر میں ایک ہی ہوتی ہیں، پنجاب کے بعض اضلاع 100 میلوں سے بھی زیادہ وسیع ہیں، عدالتوں

میں مقدمات کی کثرت بھی اکثر طوالت اور گواہی میں تاخیر کا سبب بن جاتی ہے۔ ان زمینی حقائق کی بنا پر کسی شخص کا میلوں سفر کر کے عدالتوں میں فوری شکایت درج کرانا گویا زنا کے اندراج کو عملاً ناممکن بنانا ہے۔

a. یوں بھی وقوعہ پر پولیس کا چھاپہ پڑنے سے کئی واقعاتی شہادتیں حاصل ہو جاتی ہیں اور طبی قرائن بھی مل جاتے ہیں، تاخیر کی صورت میں جن کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہے۔ پھر وقوعہ پر پہنچنے سے مجرم پکڑنے میں بھی آسانی رہتی ہے۔ جبکہ وقوعہ انجام پا جانے کے کئی گھنٹوں بعد محض گواہوں کے بیان پر اسے درست ثابت کرنا اور ملزمان کو قانون کی گرفت میں لانا انتہائی مشکل امر ہے۔

3. ترمیم نمبر 8 میں قرار دیا گیا ہے کہ ”رپورٹ / شکایت کے مرحلے پر ہی مستغیث کے علاوہ چار تحریری حلفیہ گواہیاں بھی جمع کرائی جائیں،“ قانون کے اجرا کا یہ طریقہ خلاف اسلام، خلاف قانون اور خلاف عقل ہے۔ دور نبوی ﷺ کے متعدد واقعات میں زنا کی شکایتیں محض ایک شخص کے کہنے پر درج کی گئیں۔ مثال کے طور پر پیچھے ذکر کردہ ایک واقعہ میں حضرت ابو بکرؓ کے دور میں زنا کے واقعہ کی شکایت تھی اکیلے میزبان نے درج کرائی تھی۔ (صفحہ نمبر 09)

a. یہ ترمیم خلاف قانون اس طرح ہے کہ پاکستان میں اس سے بھی زیادہ سنگین جرائم مثلاً بغاوت یا قتل وغیرہ کے لئے پہلے مرحلہ پر ہی جرم کو مکمل ثابت کرنے کا تقاضا نہیں کیا جاتا، حدود قوانین کے خلاف ہی یہ امتیاز کیوں برتا جا رہا ہے؟

b. اور خلاف عقل اس لئے کہ ہر جرم کی گواہیاں اس مرحلے پر لی جاتی ہیں جب جرم کا فیصلہ کر کے مجرموں کو سزا سنانا یا بری کرنا مقصود ہو، جبکہ FIR (فرسٹ انفرمیشن رپورٹ) میں تمام گواہیاں ضروری نہیں ہوتیں۔ یہ رپورٹ تو دراصل جرم کے خلاف پولیس کے کام میں معاونت ہے کیونکہ جرائم کی روک تھام اور اس کی خلاف ورزی کی شکایت کرنا دراصل پولیس ہی کی ذمہ داری ہے۔

4. ترمیم نمبر 8 کی ذیلی دفعہ 05 (الف) کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر عدالت کا افسر صدارت کنندہ مستغیث اور گواہوں کے حلفیہ بیانات کے باوجود یہ فیصلہ دے کہ کاروائی کے لئے کافی وجہ موجود نہیں ہے تو وہ نالش کو خارج کر سکے گا۔ اب ترمیم نمبر 21 کو پڑھئے کہ ”عدالت کا افسر صدارت کنندہ مجرم کو بری کرتے ہوئے اگر مطمئن ہو کہ جرم قذف مستوجب حد کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ قذف کا کوئی ثبوت طلب نہیں کرے گا اور حد قذف کے احکامات صادر کرے گا۔“

a. ان ترمیم سے پتہ چلا کہ چار گواہوں کے بعد بھی زنا کے ملزم کی بریت توجیح کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے اور دوسری طرف مدعی پر از خود قذف کی سزا لاگو ہو جائے گی، اور اس صورت میں مدعی کے خلاف قذف کے کسی ثبوت یا عدالتی کاروائی کی ضرورت نہ ہوگی محض جج کا ذاتی اطمینان ہی کافی ہو گا۔ ان ترمیم کی رو سے ایک طرف زنا کے ملزمان کو غیر معمولی تحفظ دیا جا رہا اور ان کے خلاف رپورٹ کو مشکل تر بنایا جا رہا ہے اور دوسری طرف رپورٹ کرانیوالے پر قذف کی سزا لاگو کرنے کے لئے محض جج کا اطمینان کافی سمجھا

جا رہا ہے۔ اس ترمیم کا مقصد و مدعا واضح ہے، ملزم کو ظالمانہ ترجیح کی بنیاد پر اور رپورٹ کرنے والے کو ہراساں کیونکر کیا جا رہا ہے؟ یہ امتیاز اور ترجیح کیا اسلام اور قانون کے تقاضوں کے مطابق ہے؟

5. تحفظ خواتین بل کے آخری پیراگراف کے الفاظ میں کہ ”صرف سیشن کورٹ ہی

مذکورہ مقدمات میں سماعت کا اختیار رکھتی ہے۔ اور یہ جرائم قابل ضمانت ہیں تاکہ ملزم دوران سماعت جیل میں یاسیت کا شکار نہ رہے۔ پولیس کو کوئی اختیار ہیں ہو گا کہ وہ مذکورہ مقدمات میں کسی کو گرفتار کرے۔“ (پارلیمنٹ سے منظور شدہ مسودہ قانون)

a. مزید برآں ترمیم نمبر 09 میں تمام جرائم کی تفصیلات پر مبنی جدولوں کا مطالعہ

کریں تو پتہ چلتا ہے کہ 11 جرائم میں سے یہی آخری چار جرم ایسے ہیں جن میں وارنٹ گرفتاری جاری نہیں کئے جائیں گے بلکہ عدالت اگر چار گواہوں کے باوجود مقدمہ کو قابل سماعت خیال کرتی ہے تو وہ ملزم کو حاضر ہونے کے سمن (اطلاع) بھیجنے پر ہی اکتفا کرے گی۔ (دیکھیں جدول ہشتم و نہم)

b. یہاں ملزم اور شکایت کرنے والوں کے مابین بھی عجیب امتیاز برتا جا رہا ہے۔

شکایت کرنے والے وقوعہ کے خاتمے کے کئی گھنٹوں بعد، میلوں کا سفر کر کے آخر کار عدالت میں پیش ہونے میں کامیاب ہو ہی جاتے ہیں۔ ساتھ میں گواہ بھی ہمراہ لئے پھرتے ہیں اور ان کی تحریری حلفیہ گواہی بھی دلوا لیتے ہیں۔ پھر جج صاحب کے صوابدیدی اختیارات سے بھی بخیر و عافیت بچ نکلتے ہیں اور جج ان پر تہمت کی سزا عائد کرنے کی بجائے بصد رعایت مقدمہ کے اندراج کا حکم دے دیتا ہے۔ تب بھی قانون کو ملزم صاحب کا اس قدر احترام دامن

گیر ہے کہ وہ ان کی عدالت میں حاضری یقینی بنانے کے لئے گرفتاری کے احکامات جاری کرنے کی بجائے محض سمن جاری کرنے پر ہی اکتفا کرے اور قابل صد احترام ملزم کی کمال عنایت و مہربانی کہ وہ شرافت سے عدالت میں تشریف لے آئے، وگرنہ عام طور پر تو عدالتی سمنوں سے بڑا برا سلوک کرتے ہیں اور کئی مہینے ان کی وصولی میں ہی گزر جاتے ہیں۔

c. ملزم کی حاضری یقینی بنانے کے لئے عدالتیں دوسروں کی ضمانت بھی حاصل کرتی ہیں لیکن زنا کے ملزم کو یہ خصوصی استحقاق بھی حاصل ہے کہ اس سے ذاتی مچلکے کے ماسوا مزید کسی ضمانت کا تقاضا کرنا بھی غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کوئی بیوقوف یا انتہائی شریف، زنا کا ملزم ہی ہو گا جو قانون کے احترام میں از خود عدالت میں حاضری دیتا ہے۔

6. قانون بنانے والوں کی ذہنی رجحانات کی نشاندہی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ان کی نظر میں زنا بالرضا اور تہمت کی سزائیں بالکل برابر ہیں یعنی زیادہ سے زیادہ 05 سال قید۔ لیکن اگر جرم کی سزا کے طریقہ کار پر غور کیا جائے تو تہمت کی سزا زیادہ سنگین قرار پاتی ہے کیونکہ حج کے صوابدیدی اختیارات کے تحت بل میں اسے تو فی الفور نافذ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

a. "تہمت کے ملزم (دراصل شکایت کنندہ اور گواہ) کو اظہار وجوہ کا موقع فراہم ہونے کے بعد اگر عدالتی افسر صدارت کنندہ مطمئن ہو کہ اس دفعہ کے تحت جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اسے (اپنے اطمینان کے ماسوا) مزید ثبوت کی

ضرورت نہ ہوگی اور فی الفور فیصلہ سنانے کے لئے کارروائی عمل میں لائے گا۔“
(ترمیم نمبر 07 کا آخری پیراگراف)

b. اس کا مطلب یہ ہوا کہ زنا کے ملزم کو تو سمن بھیج کر بلایا جائے گا، جہاں اس کے لئے قانون سے بچنے کے مزید امکانات موجود ہیں، لیکن قذف کے مجرم کو اندراج مقدمہ میں ناکامی کے ساتھ ہی سزا کا فوری فیصلہ سنایا جائے گا۔

7. یاد رہے کہ دیگر 07 جرائم کے عین برعکس یہ آخری چاروں جرائم قابل ضمانت بھی ہیں اور قابل معافی بھی، اس لئے اگر کوئی ملزم اس قدر بد قسمت ہے کہ آخر کار قانون کی گرفت میں آ ہی گیا ہے اور اسے زنا بالرضا کے جرم میں ایک دو سال کی قید ہونے والی ہے یا زنا کیا شرعی سزا سنگساری یا کوڑوں کا فیصلہ ہو گیا ہے تو قانون بنانے والوں کی اس کی یاسیت اور محرومی کا پورا احساس ہے، اس لئے اس کو ضمانت پر آزاد رکھا جائے اور بامر ضرورت اس کو معاف ہی کر دیا جائے۔ اس کے بعد کیا ان جرائم کی سزاؤں میں اگر اصلاح بھی کر دی جائے تو اس نامعقول طریقہ کار کے باعث کسی مجرم کو زنا کی سزا ملنا ممکن ہے۔ البتہ زنا کے ملزمان کو سزا دلواتے دلواتے کئی شکایت کنندگان ضرور تہمت کی سزا پالیں گے۔

8. ترمیم نمبر 12 الف کی رو سے ان چار جرائم کی سماعت میں یہ امر ملحوظ رکھا جائے کہ کسی ایک جرم کی کارروائی کو کسی مرحلہ پر دوسرے جرم کے تحت نہ بدلا جائے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص زنا کی شرعی سزا دلوانے کا مقدمہ درج کرانے میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے لیکن بعد ازاں 04 گواہوں کی بجائے سماعت کے دوران اسے تین گواہ ہی میسر آتے ہیں تو اس بنا پر وہ زنا بالرضا کے مقدمے کی سزا نہیں دلوا سکے گا

کیونکہ اس بل کی رو سے اس کی سزا کے لئے صرف دو گواہ بھی کافی ہیں۔ کیا ان
ترامیم سے ان چار جرائم کا خاتمہ مقصود ہے یا ان کی نمائش؟

طریقہ کار میں رکاوٹوں کی فہرست

1. یہ چار جرائم پولیس کے دائرہ اختیار سے باہر اور کسی شکایت کنندہ کی کوشش پر منحصر
ہیں۔
2. مقدمہ کے اندراج کے وقت ہی 02 یا 04 گواہوں کی حلفیہ عینی گواہی ضروری ہے۔
3. گواہی کے باوجود زنا کے مقدمے کی سماعت کا فیصلہ کرنا جج کی صوابدید پر منحصر ہے۔
4. تہمت کا فیصلہ جج کے صوابیدی اختیارات میں شامل ہے ، جسے فوری عمل میں لایا
جائے۔
5. ملزم کی حاضری کیلئے سمن بھیجے جائیں جسے یقینی بنانے کیلئے مالی ضمانت و غیرہ لینا درست
نہیں!
6. یہ جرائم قابل ضمانت ہیں، اگر جرم ثابت ہو گیا جائے تو سزا سے قبل گرفتاری ضروری
نہیں۔
7. یہ جرائم قابل معافی بھی ہیں۔

یہ ہے تحفظ حقوق نسواں بل کی حقیقت